# حضرت امام رضا علیہ السلام کی سیرت کے تعمیری وتربیتی پہلو

سید رمیز الحسن موسوی *

**کلیدی کلمات**: طرز معاشرت، حقوق، انفاق، دعائے عرفہ، ، فہم وادراک، معنوی تربیت، عزت نفس.

## خلاصہ

ائمہ اطہار علیہم السلام کی سیرت کا سب سے اہم پہلو اس کا تعمیری اور تربیتی ہونا ہے اس لیے کہ یہ مقدس ہستیاں انسانیت کے لئے نمونۂ عمل کی حیثیت رکھتی ہیں اور فرمان رسولؐ کے مطابق، قرآن کی ہم پلہ ہیں۔ جس طرح قرآن انسانیت کی ہدایت اور تربیت کے لئے ہے اسی طرح اہل بیت اطہارؑ بھی انسانیت کی ہدایت وتربیت اور تعمیر کردار کے لئے آئے ہیں۔ لہٰذا ہر امام نے اپنے دور میں انسانیت کی تربیت کی ذمہ داری کو پورا کیا۔ اس حوالے سے حضرت امام رضا علیہ السلام کا کردار بہت نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی میں تمام تر سیاسی واجتماعی مشکلات کے باوجود سفر وحضر میں انسانوں کی کردار سازی اور تربیت کا فریضہ پورا کیا ہے ۔اس مقالے میں سیرت امام رضا علیہ السلام سے چند ایسے واقعات بطور شاہد پیش کئے گئے ہیں جن سے امام علیہ السلام کی سیرت کے اس پہلو کی بخوبی نشاندہی ہوتی ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے دوسرے انسانوں کے ساتھ خواہ وہ غلام اور ماتحت ہوں یا دوست واحباب، شاگرد ہوں یا علم ومعرفت کے متلاشی، مسافر ہوں یا مہمان ، حکمران ہوں یا رعایا، سب کے ساتھ میل جول میں ایسے سبق آموز نکات بیان فرمائے ہیں کہ جن کا مطالعہ پڑھنے والے کو انسانیت کی معراج تک پہنچا دیتا ہے چونکہ ان واقعات میں امام علیہ السلام کی جانب سے انسانوں کی تکریم سے لے کر اُن کی اخلاقی تربیت اور عزت نفس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ تکبر وغرور جیسی صفات رذیلہ سے پرہیز کے درس بہت واضح نظر آتے ہیں۔

آسمان عصمت وامامت کے آٹھویں خورشید حضرت امام رضا علیہ السلام کی سیرت میں جو چیز بہت نمایاں نظر آتی ہے، وہ اپنے ارد گرد رہنے والوں کے ساتھ امامؑ کا تعمیری اور تربیتی رویہ اور طرز معاشرت ہے۔ دوسرے معصومین کی طرح حضرت امام رضا علیہ السلام نے بھی ہمیشہ اپنے تعمیری اور تربیتی رویے کے ذریعے عوام الناس کی اصلاح اور کردار سازی کی سعی فرمائی۔ آپ کی سیرت کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ آپؑ نے ہمیشہ اپنے اصحاب یا دوسرے افراد سے جن میں آپ کے مخالفین بھی شامل تھے، ایسا رویہ اور طرز عمل اختیار فرمایا جس کے اس شخص کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ یہاں آپ کی سیرت سے چند ایسے اقتباسات پیش کرنے کی سعی کی جائے گی جن میں تعمیری اور تربیتی پہلو بہت نمایاں ہے۔ ان اقتباسات کو یہاں کتب سیرت وتاریخ کے حوالے سے مختلف عناوین کے تحت پیش کیا جاتا ہے۔

## ۱۔ انسانیت کی تکریم

حضرت امام رضا علیہ السلام کی سیرت میں تمام انسانوں کو محترم سمجھا جاتا تھا؛ خواہ وہ خواص ہوں یا عوام۔ خصوصاً امامؑ اپنے ماتحت افراد کے ساتھ انتہائی عزت واحترام سے پیش آتے۔ امامؑ انسان کو سب سے پہلے بحیثیت انسان دیکھتے اور پھر اس کے فردی مقام ومنزلت کو دیکھتے ۔اس سلسلے میں خاص کر اپنے خادموں اور ماتحت افراد کے ساتھ امام کا رویہ اور سلوک، انسانیت کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ امام علیہ السلام نے

---

* مدیر مجلّہ، سہ ماہی نور معرفت، بہارہ کہو، اسلام آباد۔

کسی شخص کو نسل اور قومیت کی بنا پر احترام نہیں دیا، بلکہ ہمیشہ اُسے انسانی نظر سے دیکھا ہے اور اُن کی تحقیر کرنے اور اُنہیں حقیر اور پست سمجھنے اور اُن کی توہین کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیا ہے۔ حتیٰ سیاہ اور حبشی غلام بھی آپ کی توجہ وعنایت کے مستحق قرار پاتے تھے۔ان سب باتوں کے اثبات کے لئے ہم سیرت امامؑ سے چند نمونے پیش کرتے ہیں:

**الف) غلاموں اور نوکروں کے ساتھ سلوک**

بلخ کا رہنے والا ایک شخص کہتا ہے کہ میں خراسان کے سفر کے دوران حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ایک دن امامؑ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور تمام غلاموں اور ساتھیوں کے ساتھ اس پر بیٹھ گئے جن میں چند سیاہ غلام بھی تھے۔ میں نے عرض کی: میری جان آپؑ پر قربان ہو۔ان کے لئے جدا دستر خوان بچھا دیتے! آپ نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ! خدا ایک ہے، ہمارے ماں باپ بھی ایک ہیں اور (قیامت کے دن) اجر وثواب بھی اعمال کی بنیاد پر ملے گا۔[1]

حضرت امام رضا علیہ السلام کے خادم یاسر کا کہنا ہے: جب بھی امام علیہ السلام تنہا ہوتے اور (گھر کے کاموں سے فارغ ہوتے) تو اپنے تمام چھوٹے بڑے ساتھیوں کو اپنے پاس بلا لیتے تھے۔اُن کے ساتھ باتیں کرتے اور گرم جوشی کے ساتھ پیش آتے،وہ سب بھی امامؑ کے ساتھ مانوس ہو جاتے تھے اور جب بھی دستر خوان پر بیٹھتے تو سب چھوٹے بڑوں کو آواز دیتے حتیٰ اپنے حجام کو بھی دستر خوان پر بلا لیتے۔[2]

یہی خادم مزید کہتا ہے: امام رضا علیہ السلام نے ہمیں فرمایا: اگر میں کھانا کھانے کے دوران تمہارے سر کے اوپر آ کھڑا ہو جاؤں تو میرے لئے اس وقت تک کھڑے نہیں ہونا جب تک کھانا کھانے سے فارغ نہیں ہو جاتے۔ بعض اوقات امام علیہ السلام (کسی کام کی خاطر) ہم میں سے کسی ایک کو آواز دیتے تو اگر کہا جاتا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے تو فرماتے اُسے کھانا کھانے دو۔[3]

امام (ع) کا ایک اور خادم نادر کہتا ہے: ہم میں جو بھی کھانا کھانے میں مصروف ہوتا تو امامؑ اُسے کسی کام کے لئے نہیں کہتے تھے اور اس سے کام نہیں لیتے تھے جب تک وہ کھانا کھانے سے فارغ نہیں ہو جاتا تھا۔[4] اس طرح امام رضا علیہ السلام اپنے غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے عملی طور پر انسانوں کے باہم برابر ہونے کا درس دیتے تھے۔اور اپنے پیروکاروں کو سمجھاتے کہ ان لوگوں کے بھی کچھ حقوق ہیں ۔لہٰذا ان لوگوں کے ساتھ سلوک اور طرز معاشرت میں ان کے انسانی احساسات اور حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔اور یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ وہ فقط خدمت اور کام کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

**ب) عام لوگوں کے ساتھ سلوک**

ایک بار حضرت امام رضا علیہ السلام ایک حمام میں داخل ہوئے تو ایک شخص جو آپؑ کو نہیں جانتا تھا،کہنے لگا: میرے بدن پر کیسہ (نہانے کا مخصوص کپڑا) رگڑ دیں۔ امام (ع) نے اُس کے بدن پر کیسہ رگڑنا شروع کر دیا۔جب اُس شخص کو بتایا گیا کہ یہ امام رضا (ع) ہیں تو وہ بہت پریشان ہوا اور آپؑ سے معذرت کرنے لگا، لیکن امام علیہ السلام اُسی طرح اُس کے بدن پر کیسہ رگڑتے ہوئے اُسے تسلی دیتے رہے[5]

ایک مہمان امام رضا علیہ السلام کے گھر آیا ہوا تھا، رات کا وقت تھا، امامؑ اُس کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے،اتنے میں چراغ خراب ہو گیا،اُس مہمان نے چراغ کو ٹھیک کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو امام علیہ السلام نے اُسے روک دیا اور خود چراغ کو ٹھیک کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔جب چراغ ٹھیک کر لیا تو فرمایا: ہم اپنے مہمان سے کام نہیں کرواتے۔[6]

محمد بن عبید اللہ قمی کا کہنا ہے: میں حضرت امام رضا (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا،اس وقت مجھے بہت زیادہ پیاس لگی ہوئی تھی، میں حضرت سے پانی نہیں مانگنا چاہتا تھا،اس وقت امام علیہ السلام نے پانی مانگا اور خود پیا اور پھر مجھے بھی پینے کے لئے دیا اور فرمایا: محمد! پیو یہ بہت ہی ٹھنڈا پانی ہے، میں نے بھی پیا ہے۔[7]

یسع بن حمزہ کہتے ہیں: میں امام رضا علیہ السلام کی محفل میں تھا اور آپؑ سے گفتگو کر رہا تھا، وہاں بہت سے لوگ موجود تھے اور امامؑ سے حلال وحرام کے بارے میں پوچھ رہے تھے،اتنے میں اس محفل میں بلند قد اور گندمی رنگ کا ایک شخص داخل ہوا۔اس نے سلام کرنے

کے بعد امام علیہ السلام کو مخاطب ہو کر کہا: میں آپ اہل بیت علیہم السلام کے محبین میں سے ہوں، میں ابھی ہی سفر مکہ سے لوٹا ہوں، راستے میں میرے پیسے گم ہوگئے ہیں۔ لہٰذا میری مدد کریں۔ میں وطن واپس جا کر یہ پیسے آپ کی جانب سے صدقہ کر دوں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، جب اکثر لوگ چلے گئے، فقط میں، ۲ دیگر افراد اور وہی سائل باقی رہ گئے تھے تو امام علیہ السلام نے ہم سے اجازت لی اور اندر تشریف لے گئے اور چند منٹ بعد واپس لوٹے اور دروازے کے پیچھے سے ہاتھ باہر نکالا اور آواز دی: وہ خراسانی شخص کہاں ہے؟ اُس نے کہا: میں یہاں ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: یہ دوسو دینار لو اور انہیں خرچ کرو اور ان سے برکت حاصل کرو اور میری جانب سے صدقہ بھی دو اور اب یہاں سے چلے جاؤ تاکہ ہم ایک دوسرے کو نہ دیکھیں۔ جب وہ شخص وہاں سے چلا گیا تو سلیمان نامی ایک شخص نے امام سے پوچھا: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ نے بہت زیادہ بخشش کی ہے تو پھر اس شخص سے اپنا چہرہ کیوں چھپایا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیونکہ اس کی اس ضرورت پوری ہونے پر وہ نہیں چاہتا تھا کہ میں اس کے چہرے پر مانگنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی شرمندگی اور ذلت دیکھوں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص چھپا کر نیکی اور انفاق کرتا ہے اس کا یہ عمل ستر حج انجام دینے کے برابر ہے۔[8]

ان روایات میں غور و فکر سے امام علیہ السلام کی تواضع اور فروتنی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام ایک عام مسلمان کے لئے کس قدر احترام کے قائل تھے اور ایمان جیسی نعمت کی وجہ سے ایک عام انسان، امام علیہ السلام کی نظر میں کس قدر اہمیت اور منزلت حاصل کرلیتا ہے۔ اسی طرح امامؑ ایک مہمان کے لئے اس قدر احترام کے قائل ہیں کہ اُس سے چراغ جیسی معمولی چیز کو درست کروانا بھی آداب مہمانی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان واقعات میں بیان شدہ امام رضا علیہ السلام کے طرز عمل سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہم لوگوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کریں اور محتاج اور ضرورت مند افراد میں احساس کمتری پیدا نہ ہونے دیں۔

## ۲۔ اصحاب کی معنوی اور نفسیاتی رہنمائی

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اصحاب کے اخلاق و کردار پر گہری نظر رکھتے تھے اور جب بھی دیکھتے کہ اُن میں سے کوئی شخص شیطان کے جال اور نفسانی خواہشات میں گرفتار ہونے والا ہے تو اُسے اپنے نصیحت آموز موعظہ اور رہنمائی سے محروم نہیں فرماتے تھے۔ یہاں اس سلسلے میں آپ کی سیرت کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کا کہنا ہے: امام رضا علیہ السلام نے میرے پاس ایک سواری بھیجی میں اس پر سوار ہو کر امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا۔ مجھے وہاں رات ہو گئی۔ جب رات کا ایک حصہ گذر گیا تو امام علیہ السلام نے اُٹھتے وقت فرمایا: میرے خیال میں تم اب مدینہ نہیں لوٹ سکو گے، آج رات ہمارے پاس ہی رہ جاؤ صبح چلے جانا۔ میں نے عرض کی: میری جان آپ پر قربان ہو، آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ اس کے بعد امامؑ نے اپنی کنیز سے فرمایا: میرا اپنا بستر ان (محمد بن ابی نصر) کے لئے بچھا دو اور میں جس چادر میں اور جس تکیہ پر سوتا ہوں وہ بھی ان کے سپرد کر دو۔ میں نے اپنے دل میں کہا: مجھے جو فخر آج کی رات حاصل ہوا ہے یہ اور کس کو حاصل ہوا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے امام رضا علیہ السلام کے نزدیک میری قدر و منزلت اس قدر بڑھا دی ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ امامؑ نے اپنی سواری میرے لئے بھیجی، اپنا مخصوص بستر میرے لئے بچھایا اور میں آپؑ کی چادر اور تکیہ پر سو رہا ہوں۔ ہمارے دوستوں میں سے کسی کو بھی یہ افتخار حاصل نہیں ہوا جو آج کی رات مجھے حاصل ہوا ہے۔ اس وقت امام علیہ السلام میرے پاس تشریف فرما تھے اور میں دل میں یہ باتیں سوچ رہا تھا۔ اسی دوران امام علیہ السلام نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: اے محمد! ایک دن امیر المؤمنین علی علیہ السلام، زید بن صوحان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ زید اس بات پر لوگوں کے سامنے فخر کرنے لگا تھا۔ کہیں تیرا نفس بھی تجھے فخر فروشی پر نہ اُبھارے! خدا کے سامنے تواضع اختیار کرو۔ یہ

فرماتے ہوئے امام علیہ السلام ہاتھوں کے سہارے اُٹھ کھڑے ہوئے۔یوں امام علیہ السلام نے بزنطی کو ایک اخلاقی نصیحت کرتے ہوئے اسے فخر و غرور اور خود ستائی کے گناہ سے اور نفس کے جال میں پھنسنے سے بچالیا۔[9]

احمد بن عمر حلبی کہتے ہیں: میں منیٰ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کی: ہمارا گھرانہ خوشی و بخشش اور نعمت سے مالا مال تھا۔ اللہ نے یہ سب کچھ ہم سے لے لیا ہے۔ یہاں تک کہ اب ہم اُن لوگوں کے محتاج ہو گئے ہیں جو کل تک ہمارے محتاج تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے احمد بن عمر! تم کس قدر اچھے حال میں ہو۔ میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں، میرا حال تو یہی ہے جو میں نے آپؑ کے سامنے بیان کر دیا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم اس حال پر رہنا پسند کروگے جس پر یہ جابر اور ظالم لوگ ہیں، کیا تم بھی اُن کی مانند سونے چاندی کے ڈھیر جمع کرنا پسند کروگے؟ میں نے کہا: نہیں یا بن رسول اللہ! امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: واپس چلے جاؤ، تجھ سے بہتر کس کا حال ہے؟ تیرے ہاتھ میں وہ فن و ہنر ہے جو سونے و چاندی سے پُر دنیا کے بدلے بھی نہ بیچنا، کیا میں تجھے بشارت دوں؟ میں نے کہا: جی ہاں! اے فرزند رسولؐ، اللہ، مجھے آپ اور آپ کے آباء واجداد کے ذریعے خوشحال کرے۔[10]

جب انسان کی زندگی کے حالات اور معاشی حالت درست نہ ہو تو بعض اوقات وہ اپنی زندگی کے معنوی پہلوؤں اور اعلیٰ انسانی قدروں کو فراموش کر دیتا ہے۔ امام رضا علیہ السلام احمد بن عمر جیسے لوگوں کو کہ جو اپنا دنیوی سرمایہ کھو بیٹھے ہیں، ایمان، عقیدے اور اہل بیت اطہار علیہم السلام سے معنوی تعلق جیسی نعمت کی طرف متوجہ کراتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ دین اور اہل بیتؑ کے دشمن اپنے تمام تر دنیوی مال و دولت کے باوجود جب گمراہی کی طرف جاتے ہیں تو ہر قسم کی قدر و منزلت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ تمہارے پاس تو ایمان و عقیدے اور اہل بیت اطہارؑ سے معنوی تعلق جیسی نعمت ہے، جس کے ہوتے ہوئے تمہیں کسی حال میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اصل یہ چیزیں ہیں نہ مادی سرمایہ۔ جس کے پاس مادی سرمایہ ہے لیکن ایمان اور اہل بیت سے معنوی تعلق نہیں درحقیقت وہ خسارے میں ہے۔

دعائے عرفہ میں اسی تعلق کے بارے میں امام حسین علیہ السلام کی زبان مبارک سے ایک انتہائی با معنیٰ جملہ نکلتا ہے جس میں مولا فرماتے ہیں:

''ماذا وَجَدَ مَنْ فَقَدَكَ وَ مَا الَّذی فَقَدَ مَنْ وَجَدَكَ، لَقَدْ خابَ مَنْ رَضِیَ دُونَكَ بَدَلًا وَ لَقَدْ خَسِرَ مَنْ بَغی عَنْكَ مُتَحَوِّلًا''[11]

ترجمہ: "جس نے تجھے کھو دیا ہے اس نے کس چیز کو حاصل کیا ہے اور جس نے تجھے پالیا ہے، اُس نے کس چیز کو کھویا ہے؟ جو بھی تیرے علاوہ کسی چیز پر خوش ہو گیا گویا اس نے کچھ نہیں پایا اور جس نے تجھ سے طلب نہیں کیا خسارے اور زیان میں رہا۔"

## خادموں کے کاموں پر نظارت

امام رضا علیہ السلام ہمیشہ اپنے ماتحت غلاموں، خادموں اور کام کرنے والوں کے اعمال و کردار پر نظر رکھتے تھے۔ اور موقع و محل کی مناسبت سے اُنہیں موعظہ و نصیحت فرماتے۔ اس سلسلے میں امام علیہ السلام کے طرز عمل اور سیرت کو سمجھنے کے لئے دو مثالیں ملاحظہ کیجئے:

یاسر، امام رضا علیہ السلام کا خادم کہتا ہے: ایک دن امامؑ کے چند غلاموں نے پھل و فروٹ مکمل کھائے بغیر دور پھینک دیا تھا۔ امام علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: سبحان اللہ! اگر تمہیں ان کی ضرورت نہیں تو کچھ اور لوگوں کو ان کی ضرورت ہے، یہ چیز (اگر نہیں کھانی تو) یہ اُن لوگوں کو دے دو جو اس کے محتاج ہیں۔[12]

امام علیہ السلام کے اس طرز عمل میں اس ''اسراف'' کے خلاف ایک زبردست درس پایا جاتا ہے کہ جو اس وقت ہمارے معاشروں میں رائج ہے جس کا مظاہرہ اکثر شادی بیاہ اور غمی و خوشی کے موقعوں پر دیکھنے میں آتا ہے۔

اسی طرح سلیمان بن جعفر جعفری کہتے ہیں: امام رضا علیہ السلام اپنے ایک غلام کے پاس سے گذرے جو چوپایوں کے لئے اصطبل بنانے میں مشغول تھا تو امامؑ نے دیکھا کہ ایک حبشی غلام بھی ان کے ساتھ کام میں مشغول ہے، جو پہلے ان کے ساتھ نہیں تھا۔

امام علیہ السلام نے ان سے پوچھا: یہ شخص کون ہے جو تمہارے ساتھ کام کر رہا ہے؟ کہا گیا: یہ ہماری مدد کر رہا ہے، ہم آخر میں اسے بھی کچھ نہ کچھ دے دیں گے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: کیا اس کے کام کی اُجرت اور مزدوری معین کی ہے؟ اُنہوں نے کہا: نہیں، اسے جو بھی دیں گے قبول کرلے گا۔ امام علیہ السلام غصے کی حالت میں اپنے غلاموں کی طرف بڑھے تاکہ اُن کو تنبیہ کریں۔ اُنہوں نے کہا: ہم آپ پر قربان جائیں، آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے انہیں کئی بار کہا ہے کہ کسی سے اُجرت معین کیئے بغیر کام نہ لو۔ جان لو: جب بھی بغیر اُجرت معین کیئے کام لوگے تو اگر کام ختم ہونے کے بعد اُسے تین برابر اُجرت بھی دوگے تو بھی وہ سوچے گا تم نے اُسے کم دیا ہے، لیکن اگر پہلے اُس کے ساتھ طے کرلوگے تو بعد میں وہی اُجرت اُسے دوگے تو اپنا وعدہ پورا کرنے پر وہ تمہاری تعریف کرے گا اور اگر ایک آنہ بھی اُسے اضافی دوگے تو اس کی قدر کرے گا اور سمجھ جائے گا کہ تم نے اسے زیادہ دیا ہے۔[13]

لوگوں کے ساتھ اُن کی سمجھ اور فہم کے مطابق سلوک کرنے کی اہمیت کے بارے میں سیرت امام رضا علیہ السلام کا یہ واقعہ بہت اہم ہے چنانچہ مرحوم شیخ طوسی رضوان اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب "الرجال" لکھتے ہیں:

ایک روز امام رضا علیہ السلام کے اصحاب کا ایک گروہ آپؑ کے گھر میں اکٹھا تھا اور یونس بن عبدالرحمٰن بھی حاضر تھے جو امام علیہ السلام کے معتمد اور اہم و بلند مرتبہ انسان تھے۔ وہ آپس میں بات چیت کر رہے تھے کہ اتنے میں اہل بصرہ میں سے ایک گروہ نے داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ امام علیہ السلام نے یونس سے فرمایا: فلاں کمرے میں جاؤ اور یاد رکھو کہ کوئی بھی رد عمل ظاہر نہ کرنا؛ مگر یہ کہ آپ کو اجازت ملے۔

اس کے بعد امامؑ نے بصریوں کو داخل ہونے کی اجازت دی، وہ داخل ہوئے تو یونس بن عبدالرحمٰن کے خلاف چغل خوری میں لگ گئے اور ان کی بدگوئی کرتے ہوئے انہیں برا بھلا کہنے لگے۔

امام علیہ السلام اپنا سر مبارک جھکا کر بیٹھے تھے اور بالکل خاموش تھے حتی کہ بصری اٹھ کر چلے گئے اور اس کے بعد آپ علیہ السلام نے یونس بن عبدالرحمٰن کو باہر آنے کی اجازت دی۔ یونس غم و حزن اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ امام علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا: یا بن رسول اللہ (ﷺ)! میں آپ پر فدا ہو جاؤں، ان لوگوں کے ساتھ میری معاشرت ہے جبکہ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ لوگ میرے بارے میں ایسی باتیں کریں گے اور مجھ پر اس طرح کے الزامات لگائیں گے۔

امام علیہ السلام نے لطف بھرے لب و لہجے میں یونس بن عبدالرحمٰن سے فرمایا: اے یونس! غمگیں نہ ہوں۔ لوگوں کو یہ سب کہنے دیں اور جان لیں کہ ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جب آپ کا امام آپ سے راضی و خوشنود ہو فکرمندی کی کوئی بات نہیں ہے۔

اے یونس! ہمیشہ لوگوں کے ساتھ ان کی معرفت و دانائی کی حدود کے اندر رہتے ہوئے بات کرنے اور ان کے لئے ان کی معرفت و دانائی کی حدود میں معارف الٰہی بیان کرنے کی کوشش کرو اور ایسی باتیں بیان کرنے سے پرہیز کرو جو ان کے فہم و ادراک سے بالاتر ہیں۔

اے یونس! جب آپ کے ہاتھ میں ایک نہایت قیمتی گوہر ہو اور لوگ کہہ دیں کہ یہ پتھر یا ڈھیلا ہے تو اس طرح کی باتیں آپ کے اعتقادات اور افکار میں کتنی حد تک مؤثر ہونگی؟ اور کیا لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے آپ کو کوئی فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے؟

یونس کو امام علیہ السلام کی باتوں سے سکون ملا اور عرض کیا: نہیں ان کی باتیں میرے لئے ہرگز اہمیت نہیں رکھتیں۔ امام علیہ السلام نے ایک بار پھر یونس بن عبدالرحمٰن سے مخاطب ہو کر فرمایا: اسی طرح جب آپ نے اپنے امام کی معرفت حاصل کی ہو اور جب آپ نے حقیقت کا ادراک کیا ہو تو لوگوں کے افکار اور ان کی باتیں آپ کے اوپر ہرگز اثر انداز نہیں ہونی چاہئیں لوگ جو بھی چاہیں بولیں۔[14]

خلاصہ کلام یہ کہ امام رضا علیہ السلام کے ان فرامین اور مواعظ حسنہ میں انسانی معاشرت اور زندگی کے اُن باریک نکات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جن کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر وبیشتر انسان، حقوق العباد ضائع کر دیتا ہے، جس کے نتیجے میں اُسے دنیا میں بھی مکافات عمل سے گذرنا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی اس کی سزا دیکھنی پڑے گی۔ سب سے اہم چیز جو ان فرامین انسان کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے وہ احترام انسانیت ہے جو اکثر اوقات فراموش کر دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں بے شمار مسائل جنم لیتے ہیں اور انسانوں میں ایک دوسرے کے خلاف کینہ وحسد پیدا ہوتا ہے اور انسانی معاشرہ امن وسکون کے بجائے بے اطمینانی کا مرکز بن جاتا ہے۔

دوسری اہم بات معاشرے کے ضرورت مند افراد کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا رویہ ہے جس کی امام رضا علیہ السلام کی سیرت میں بہت زیادہ تاکید ملتی ہے۔ ضرورت مندوں کی عزت نفس کو مجروح کیئے بغیر اُن کی مشکلات کو ختم کرنا سیرت معصومین علیہم السلام کا اہم ترین پہلو ہے جس کی مثالیں امام رضا علیہ السلام کی سیرت سے پیش کی جاچکی ہیں۔ اسی طرح مہمان کی قدرو منزلت بھی انسانی اخلاق کا ایک اہم باب ہے جس کی اسلام نے خصوصی تاکید فرمائی ہے۔ لہٰذا امام رضا علیہ السلام کی سیرت میں بھی اس کی کئی مثالیں مل سکتی جن میں ایک مثال یہاں پیش کی گئی ہے کہ امامؑ نے چراغ جیسی معمولی چیز بھی درست کرنے میں مہمان کو زحمت دینا گوارا نہیں کیا۔ یہ اسلامی والٰہی اخلاق کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

سیرت ائمہ اطہار علیہم السلام کا ایک اہم ترین پہلو عوام الناس کی معنوی تربیت ہے۔ ائمہ معصومینؑ نے لوگوں کی کردار سازی میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے اور جہاں تک ہو سکا ہے اپنے ارد گرد بسنے والے انسانوں کو معنوی قدروں سے آشنا کرانے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں امام رضا علیہ السلام کا مذکورہ واقعہ اس کی سب سے بڑی مثال ہے جس میں امامؑ اپنے پیروکاروں کو بے جا غرور و تکبر میں پڑنے سے منع فرماتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے واقعات پر نظارت کرکے اُن کی معنوی تربیت کا اہتمام فرماتے ہیں۔

## حوالہ جات

---

1۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۰۱، کافی، ج ۸، ص ۲۳۰

2۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۶۴

3۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۰۲

4۔ ایضاً

5۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۹۹، مناقب، ج ۴، ص ۳۶۲

6 ۔ تاریخ زندگانی امام رضا (ع)، ص: ۴۰

7 ۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۳۱

8 ۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۰۱

9 ۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۳۶۔۳۷

10 ۔ رجال کشی، ج ۲، ص ۸۵۹ نمبر شمار: ۱۱۱۶

11 ۔ مفاتیح الجنان، اعمال روز عرفہ

12 ۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۰۲

13 ۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۰۲

14 ۔ بحار الانوار: ج 2، ص 65، ح 5، بہ نقل از کتاب رجال کشّی۔